International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 1-21

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

علم جرح وتعدیل میں امام ذہبیؒ کی خدمات کا اختصاصی مطالعہ

A SPECIFIC STUDY OF IMAM ADH-DHAHABĪ'S CONTRIBUTION IN ʿILM E-JARḤ-E- WA-TAʿDĪL

Dr Shahzada Imran Ayub
Associate Professor, Department of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus Lahore.
Email : Shahzada.imran@ue.edu.pk
https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

Hafiz Muhammad Masood Ahmad
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus Lahore.
Email : hmmasood7@gmail.com
https://orcid.org/0009-0003-4215-7575

Abstract

Ḥadīth, or the sayings and actions of the Prophet Muhammad (ﷺ), is equally authoritative as the Qur'an. After the Prophet's demise, it was his companions, their adherents, and subsequent generations who continued to compile and preserve ḥadīth. Alongside this custom, the discipline of study known as "ʿilm ul-jarḥ wa al taʿdīl" arose to verify the authenticity of ḥadīth and its putative transmitters. The Qur'an emphasizes the importance of verifying information, instructing adherents to investigate matters. It ensures that all information is based on firm evidence and insight as opposed to ignorance and bias. The article in question, examines Imam Adh-Dhahabī's contributions to the discipline of "al-jarḥ wa al-taʿdīl" (criticism and authentication of narrators). Imam Adh-Dhahabī is widely acknowledged as one of the foremost authorities on ḥadīth and ilm ul-jarḥ wa al-taʿdīl. This article summarizes the biography, education, and pedagogical endeavors of Imam Adh-Dhahabī. This article, titled "A Critical Review of Imam Adh-Dhahabī's

CC BY

Contributions to Jarh wa Ta'dil," focuses primarily on analyzing Imam Adh-Dhahabī's contributions to the field Ḥadīth and ilm ul-jarḥ wa al-taʿdīl, as well as his concepts and criteria for conducting critical analysis and authenticating ḥadīth, along with a description of Imam Adh-Dhahabī's publications and compilations in these fields. His contributions to the discipline of ḥadīth narration are also highlighted. In conclusion, the paper examines Imam Adh-Dhahabī's academic standing and the effects that his work had on his contemporaries and the generations that followed.

Key Words: *Hadīth, ʿIlm ul-jarḥ-e- wa-Taʿdīl, Imam Adh-Dhahabī, Ḥadīth Narrators, ʿAdalah, ʿJah ā lah, Rivayaat, Islamic Sciences, Islamic Scholars.*

موضوع کا تعارف

اسلام میں قرآن کریم کے بعد حدیثِ نبوی ﷺ دوسرا اہم ماخذ ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ کی جمع و تدوین کا مرحلہ دورِ نبوی ﷺ سے شروع ہوا اور صحابہ، تابعین و تبع تابعین و بعد اس پر مختلف پہلوؤں سے کام ہوتا رہا اور اب بھی جاری ہے۔ اسی دوران اس شعبہ میں مزید کام کے لیے نئے راستے کھلتے گئے۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اہلِ ایمان کو خبر کی تصدیق کے حوالے سے مکمل تحقیق کا حکم دیا گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۶﴾[1]

"اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اُس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچادو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔"

قرآن کریم کا یہ حکم محدثین کے لیے ایک کلید ہے۔ جس پر جمع و تدوین کے تمام اصول و ضوابط اور قواعد مرتب و مدون کیے گئے۔ کسی بھی واقعہ یا خبر کی تصدیق کا ذریعہ سند ہے جس کے لیے محدثین نے فنِ جرح و تعدیل کی بنیاد رکھی۔ علم جرح و تعدیل میں امام ذہبیؒ کی خدمات کا اختصاصی مطالعہ اس مقالہ میں مقصود ہے۔

جرح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

لغوی معنی: الجراحة: اسم الضربة أو الطعنة لغت میں جرح زخم لگانے کو کہتے ہیں۔ الجُرحُ -بالضم- يكون في الابدان بالحديد و نحوه. والجَرْحُ –بالفتح– يكون باللسان في المعاني والأعراض و نحوها.

"جُرح" (ضمہ کے ساتھ) جسم میں لوہے اور اس جیسی چیزوں کے ساتھ زخم لگانے کو کہتے ہیں، اور "جَرح" (فتح کے ساتھ) زبان کے ذریعے معانی میں یا عزت پر زخم یا داغ لگانا۔

"الجرح مشتق من جَرَحَهُ يَجْرَحُه جَرْحاً، بمعني أَثَّرَ فِيهِ بِالسِّلَاحِ."[2]

محدثین کسی راوی کی جرح وتعدیل کرکے یہ ثابت کرتے ہیں کہ کس راوی کی روایت قابل قبول ہے اور کس کی روایت قابل قبول نہیں۔

اصطلاحی معنیٰ:

حافظ ابن اثیر الجزری جرح کے متعلق لکھتے ہیں:

"هو وصف الراوي بما يقتضي تليين روايته أو تضعيفها أو ردها."[3]

"راوی کی اس صفت کو بیان کرنا جو اُس کی عدالت اور ضبط کو عیب دار بنائے، جس سے اس کی روایت کمزور ہو جائے یا مردود ہو جائے۔"

تعدیل کے معنیٰ:

لغت میں تعدیل کے معنی ہے کسی چیز کی درستگی کرنا۔ تعدیل کا مادہ ع د ل ہے اور یہ ظلم کی ضد ہے، عادل وہ متوازن لوگ ہیں جن کی بات قابل قبول اور ناپسندیدہ نہ ہو: العدل من الناس : المرضى قوله وحكمه[4] لوگوں میں عادل وہ ہے جن کی گواہی میں کوئی حرج نہیں۔

العدل هو القيام بالفرائض واجتناب المحارم والضبط لما روي واخبر به فقط[5]

عدل یہ ہے کہ فرائض کو پورا کرنا، حرام چیزوں سے بچنا، اور صرف بیان کردہ اور بتائی گئی باتوں پر عمل کرنا۔

تعدیل کا اصطلاحی معنیٰ:

تعدیل کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ تحقیق کے بعد کسی کو معتبر یا عادل قرار دینا، یعنی راوی کو کسی ایسی صفت سے متصف کرنا جس سے اس کی روایت مقبول بن جاتی ہے۔

علم جرح وتعدیل کی تعریف:

"أظهر أحوال أهل العلم من كان منهم ثقة أو غير ثقة."[6]

"اہل علم کے احوال کو ظاہر کرنا کہ ان میں کون ثقہ (معتبر) ہے اور کون غیر ثقہ (غیر معتبر)۔

اصطلاحی تعریف: راوی کو کسی ایسی صفت سے متصف کرنا جس سے اس کی روایت مقبول بن جاتی ہے کو تعدیل کہتے ہیں۔

جرح وتعدیل کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اصول وضوابط جنہیں مد نظر رکھتے ہوئے کسی راویٔ حدیث پر بحیثیت قبول ورد کے مخصوص الفاظ سے بحث کی جائے اور ان الفاظ کے مراتب پر بھی بحث کی جائے۔

"علمٌ يبحث فيه عن جرح الرواة وتعديلهم بألفاظ مخصوصة، وعن مراتب تلك الألفاظ"[7]

"علم جرح وتعدیل ایسا علم ہے جس کے ذریعے راویوں کے جرح وتعدیل کے بارے میں مخصوص کلمات اور ان کے مراتب کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔"

حدیث اور علمِ جرح و تعدیل میں امام ذہبیؒ کی خدمات:

سنتِ رسول ﷺ اور احادیث مبارکہ قرآن کی تشریح ہیں اور قرآن کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ خود قرآن عزیز نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کے فیصلوں کو ماننے کی تاکید کی ہے جو کہ سنت اور حدیث کی حجیت کو ثابت کرتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۹ ﴾[8]

علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ سنت مبارکہ بھی قرآن عزیز کی طرح محفوظ ہے کیونکہ سنت طیبہ بھی ذکر میں شامل ہے۔ امام حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں کہ:

"فلو لا الاسناد، وطلب هذه الطائفة له، و كثرة مواظبتهم علي حفظه، لدرس منار الاسلام، ولتمكن اهل الالحاد و البدع فيه بوضع الاحاديث، وقلب الاسانيد، فان الاخبار اذا تعرضت عن وجود الاسانيد فيها كانت بترا"

"اگر اسناد نہ ہوتیں اور محدثین کرام ان کو طلب نہ کرتے اور کثرت سے یاد نہ کرتے تو اسلام کی علامتیں مٹ جاتیں، جھوٹی احادیث گھڑلی جاتیں، اسنادِ حدیث کو الٹ پلٹ دیا جاتا اور اس طرح اہلِ بدعت غالب آجاتے کیونکہ اگر احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد ہو کر رہ جائیں گی۔"[9]

سندِ حدیث میں ہر راوی کو پرکھنا، اس کے حالات جاننا اور ائمہ کرام کے اقوال کے مطابق ان پر حکم لگانا علمِ اسمائُ الرجال کی مدد سے کیا جاتا ہے اور یہ تمام کام علم جرح و تعدیل کے ذریعے سرانجام پاتے ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا پورا نام محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی ہے۔ لقب شمس الدین، کنیت ابو عبد اللہ ہے[10] آپ کی ولادت ۶۷۳ ہجری میں دمشق میں ہوئی آپ کے والد شہاب الدین احمد بن عثمان ہے۔ وقد عرف ابنه محمد بابن الذهبي نسبة الي صناعة ابيه وہ اپنے نام کو ابن ذہبی (ذہبی کا بیٹا) بھی لکھتے تھے۔[11]

ويبدو انه اتخذ صنعة ابيه مهنة له في اول امره، لذلك عُرف عند بعض معاصريه بالذهبي، مثل صلاح الدين الصّفدي، وتاج الدين السبكي، الحسيني وابن كثير.

انہوں نے اپنے والد جو کہ (سنار / صراف) تھے، کے پیشے یعنی سونے کے کاروبار کو اپنایا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے معاصرین، جیسے الصلاح الصفدی، تاج الدین السبکی الحسینی اور ابن کثیر نے انہیں ذہبی کے نام سے یاد کیا ہے۔

امام ذہبیؒ حدیث اور علوم الحدیث کے امام تھے، صاحب بصیرت نقاد، علم التراجم اور تاریخ کے بھی امام تھے۔ آپ کے متعلق ابن کثیرؒ نے فرمایا:

"الحافظ الكبيرُ، مورخ الاسلام و شيخ المحدثين شمس الدين ابو عبد الله محمد الذهبي خُتم به شيوخ الحديث و حُفّاظه."[12]

آپؒ کی تصنیفات و تالیفات کی تعداد 200 سے زائد اور بعض کے نزدیک 400 سے زائد ہے جن میں سے زیادہ معروف "سیر اعلام النبلا"، "تاریخ الاسلام"، "الکاشف فی رواۃ الکتب الستۃ"، "تلخیص المستدرک"، "مختصر السنن البیہقی" اور "الکبائر" وغیرہ ہیں۔

امام ذہبی نے علم جرح و تعدیل کے میدان میں نئے نظریات پیش کیے۔ انہوں نے "المیزان" میں "ضعف" کے درجے کو تین میں تقسیم کیا: "ضعیف"، "ضعیف جداً"، اور "ضعیف جداً جداً"۔ انہوں نے "تذکرۃ الحفاظ" میں "ثقہ" کے درجے کو چار میں تقسیم کیا: "ثقہ"، "ثقہ جداً"، "ثقہ ثقہ"، اور "ثقہ ثقہ ثقہ"۔ ان نظریات نے علم جرح و تعدیل کے میدان میں نئی راہیں متعین کی ہیں۔ امام ذہبی کی علم جرح و تعدیل میں خدمات کا علم حدیث کے میدان میں ایک اہم سرمایہ ہے۔ ان کی تصانیف علم حدیث کے طالب علموں اور محققین کے لیے ایک قیمتی ذریعہ ہیں۔[13] ذیل میں اس حوالے سے چند کتب کا اجمالی تعارف پیش کیا جا رہا ہے:

ذِكْرُ مَنْ يُعْتَمَدُ قَوْلُهُ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ:

امام ذہبی نے اس کتاب میں ان محدثین کے ناموں کو نقل کیا ہے جنہوں نے رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے کلام کیا ہے چاہے ان کا کلام کم تھا یا زیادہ۔ اس کتاب میں انہوں نے بائیس طبقات بنائے ہیں، آخری طبقہ اپنے شیوخ کا بنایا ہے۔ اس کتاب میں کل ائمہ جرح وتعدیل ۷۱۵ ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں مختصر مقدمہ بھی ہے جس میں ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام متشدد، معتدل اور متساہل ہونے کے اعتبار سے لکھی گئی ہیں۔[14]

سیر اعلام النبلاء:

حافظ ذہبی نے کتاب "تاریخ اسلام ووفیات مشاہیر والاعلام" لکھنے کے بعد "سیر اعلام النبلاء" لکھی۔ آپؒ نے الگ الگ کئی محدثین پر مختصر کتب لکھیں بعد میں ان تمام کتب کو ایک کتاب میں "سیر اعلام النبلاء" کی شکل میں جمع کر دیا۔ یہ کتاب انہوں نے آٹھ سال کے عرصے میں مکمل کی۔ اسمیں انہوں نے سب سے پہلے سیرت رسول ﷺ اور سیرت خلفائے راشدینؓ پر لکھا ہے پھر بہت سے دیگر صحابہ کرامؓ کا تذکرہ کیا۔ اس کتاب میں امام ذہبیؒ نے چالیس طبقات بنائے ہیں۔

میزان الاعتدال فی نقد الرجال:

یہ کتاب ضعیف راویوں کے بارے میں ہے۔ امام ذہبی نے اس کتاب میں اپنی ساری کتابوں سے گیارہ سو ترپن (11053) رجال کے تراجم جمع کیے ہیں، اس حوالے سے اسے ضعیف راویوں کا انسائیکلوپیڈیا کہا جا سکتا ہے۔ اس میں امام ذہبیؒ نے شیخ ابو احمد عبداللہ بن عدی کی کتاب "الکامل فی ضعفاء الرجال" کے مواد کو اختصار اور جدید ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ امام ذہبی کو کسی بھی راوی کے بارے میں کوئی معمولی سی جرح دستیاب ہوئی تو انہوں نے وہ کتاب میں شامل کر دی۔ آپ فرماتے ہیں: "وفيه من تكلم فيه مع ثقته وجلالته بأدنى لين وبأقل تجريح فلولا أن ابن عدي او غيره من مؤلفي كتب الجرح ذكروا ذلك الشخص لما ذكرته لثقته."[15] اس کتاب میں ہر اس رجال کا ذکر ہے جس کے بارے

میں معمولی سی بھی جرح ہو باوجود اس کی فقاہت اور علمیت کے، اور اگر ابن عدی اور دیگر مؤلفین نے ان کا تذکرہ نہ کیا ہوتا تو میں بھی ان کی تصدیق نہ کرنے کی وجہ سے نہ ذکر کرتا۔

اس کتاب میں انہوں نے ہر قسم کے ضعیف راویوں کے حالات کو جمع کر دیا ہے۔ جیسا کہ متروک، متہم، مجہول، وضاع اور جھوٹے راوی جنہوں نے مختلف مقاصد کے تحت نبی کریم ﷺ کے نام پر جھوٹی احادیث وضع کیں۔ ایسے راویوں کا بھی اس کتاب میں تذکرہ کیا گیا جو فی الاصل ضعیف نہیں، البتہ ان کے بارے میں کسی کی کوئی جرح ملی تو ذکر کر دی۔

اس کتاب میں پچھلی کتابوں سے تمام نام شامل کر دیے ہیں: ولم أر من الراي أن أحذف اسم أحد ممن له ذكربتليين ما في كتب الأئمة المذكورين خوفا من أن يتعقب علي لا أني ذكرته لضعف فيه عندي.[16] مجھے یہ مناسب نہیں لگا کہ کوئی نام حذف کروں جو پہلے کے اہل علم نے جرح کے ساتھ ذکر کیا ہو، اس ڈر سے کہ یہ کہا جائے کہ میں نے اس راوی کو ضعیف سمجھتے ہوئے کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس قاعدے سے صحابہ کرام کو مستثنیٰ کرتے ہوئے ان کا ذکر نہیں کیا ہے کیوں کہ ضعف ان کی طرف سے نہیں بلکہ ان سے جنہوں نے روایت کی ان کی طرف سے ہے۔ امام ذہبیؒ کا یہ بھی طریقہ کار ہے کہ ائمہ کرام مثال کے طور پر امام ابو حنیفہؒ یا اور امام بخاریؒ کا ذکر نہیں کریں گے، اور اگر بالفرض کریں تو پورے انصاف کے ساتھ کریں گے۔ امام ذہبی راوی اور اس کے والد کا ذکر حروف معجم کے مطابق کرتے ہیں۔ ان رموز کا ذکر کرتے ہیں جو ان راویوں کا تذکرہ کرتے ہوئے دیگر مصنفین لائے ہیں۔ بعض راویان حدیث پر ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال میں تعارض کی صورت میں امام ذہبی اس تعارض کو دور کرتے ہوئے اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب میں سب سے اول مردوں اور پھر عورتوں کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ، پھر مردوں کی کنیات... پھر جو باپ کے نام سے یا پھر جو کنیت کے ساتھ معروف ہے، اس کا تذکرہ ہے۔ معروف، مجہول اسماء مجہول نساء خواتین کی کنیتیں، اور آخر میں مبہمات، تلامذہ کا تذکرہ، جرح و تعدیل کے اقوال، مشہور واقعات، اس سے مروی چند روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

جرح وتعدیل کے حوالے سے امام ذہبی کی یہ کتاب تاریخ میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ اور اسی وجہ سے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ جو کہ شارح بخاری بھی ہیں، نے اس کتاب کو تحقیق کا موضوع بنایا اور اس میں مزید مفید اضافے کر کے اسے "لسان المیزان" کے نام سے پیش کیا ہے۔

المغني في الضعفاء والمتروكين:

امام ذہبیؒ نے اس کتاب میں وضاعین، کذابین، متروکین، محدثین اور ناقلین میں سے ضعیف راویوں اور ایسے ثقات جن میں بعض کمزوریاں تھیں، اسی طرح بعض ضعیف حافظین کے ساتھ ساتھ مجہول رواۃ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے اس کتاب میں (7500) تراجم اختصار کے ساتھ جمع کیے ہیں۔

"ديوان الضعفاء والمتروكين و خلق من المجهولين وأناس ثقات فيهم لين."

امام ذہبیؒ نے اپنی اس کتاب میں ضعیف راویوں کے نام، بعض مجہول رواۃ اور اسی طرح ایسے ثقہ راوی جن میں کچھ کمزوری تھی حروف معجم کی ترتیب سے جمع کیے انتہائی اختصار اور بعض اوقات صرف اشارات پر اکتفا فرمایا۔ اس کتاب میں (5000) سے زیادہ تراجم جمع کیے ہیں۔[17]

تذهيب تهذيب الكمال في اسمأ الرجال :

امام ذہبی نے تذہیب التہذیب میں اصل کتاب تہذیب الکمال کی ترتیب کو سامنے رکھا ہے اور اسے مختصر کر کے اس میں کچھ فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً: راوی جن کا ذکر تہذیب الکمال میں نہیں تھا، امام ذہبی نے اس کتاب میں مزید جمع کیے۔ راویوں کی عمر اور سن وفات کا اضافہ کیا، شیوخ اور تلامذہ کے ناموں کو معجم کے بجائے طبقات کی ترتیب پر رکھا، بہت سے تراجم میں امام ذہبی نے اپنی علمی آرا کا اضافہ کیا جن میں راوی کے بارے میں ابہام کی وضاحت، اجمال کی تفصیل، شک کا ازالہ، غلطی کی تصحیح، وہم کی تصحیح، راوی کے عقیدے کا بیان، حدیث کی صحت اور ضعف کا بیان، رادی کے بارے میں مزید وضاحت، راوی کے مزید شیوخ اور تلامذہ کا تذکرہ، اور بہت سے راویوں کے ایسے مناقب کا ذکر کیا جس سے جرح و تعدیل میں مدد مل سکے۔

تذكرة الحفاظ :

امام ذہبیؒ اپنی اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"هذه تذكرة بأسمأ معدني حملة العلم النبوي ومن يرجع الي اجتهادهم في التوثيق والتضعيف، والتصحيح و التنزييف..."

یہ کتاب علم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام کے اُن حاملین کی عدالت بیان کرنے والوں کے تذکرے پر مبنی ہے جن کے اجتہاد پر توثیق، تضعیف اور تصحیح و تنزیف میں رجوع کیا جاتا ہے۔ اس کتاب میں صرف حدیث کے حفاظ کا تذکرہ کیا اور اگر کوئی محدثین کے نزدیک متروک الروایہ تصور کیا جاتا تھا تو ایسے شخص کے حافظ ہونے کے باوجود اس کا تذکرہ اپنی کتاب میں نہیں کیا۔

امام ذہبی کے اصول وضوابطِ جرح و تعدیل اور منہج:

امام ذہبی نے اپنی مختلف تصانیف میں جرح و تعدیل کے اصول و ضوابط کو نہایت جامع اور علمی انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے اصول و ضوابط کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

۱- اصول جرح و تعدیل: یہ اصول ان عیوب اور نقائص پر مبنی ہیں جن کی وجہ سے کسی راوی کی عدالت یا ثقاہت ساقط ہو جاتی ہے۔

۲- ضوابط جرح و تعدیل: یہ ضوابط ان حالات پر مبنی ہیں جن کی وجہ سے کسی راوی کی عدالت یا ثقاہت کو کم یا زیادہ کیا جاتا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے وضاحت و تشریح کی گئی ہے:

اصول جرح و تعدیل:

امام ذہبی کے مطابق جرح و تعدیل کے اصول درج ذیل ہیں:[18]

کذب: کسی راوی کا کذب (جھوٹ) بیان کرنا۔

غفلت: کسی راوی کا (موضوع) حدیث کو غلط یا من گھڑت روایت کرنا۔

بدعت: کسی راوی کا کسی ایسے مذہبی عقیدے کا حامل ہونا جو اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہو۔

فساد: کسی راوی کا اخلاقی طور پر فاسد ہونا۔

ضعف حافظہ: کسی راوی کا حافظہ ضعیف ہونا۔

کثرت الخطاء: کسی راوی کی روایتوں میں غلطیوں کی کثرت۔

تفرد بالخطأ: کسی راوی کی روایتوں میں ایسی غلطیاں جو کسی اور راوی کی روایت میں نہیں ملتی۔

تفرد بالخبر: کسی راوی کی روایتوں میں ایسی احادیث جو کسی اور راوی کی روایت میں نہیں ملتی۔

ضوابط جرح و تعدیل:

امام ذہبی کے مطابق جرح و تعدیل کے ضوابط درج ذیل ہیں:

تعارض الجرح والتعدیل: اگر کسی راوی کے بارے میں جرح و تعدیل کی روایات متضاد ہوں تو اس صورت میں راوی کی عدالت یا ثقاہت کا فیصلہ اس راوی کی روایتوں کے مطابق کیا جائے گا۔

کثرۃ الجرح علی الراوی: اگر کسی راوی کے بارے میں جرح کی روایات کی تعداد تعدیل کی روایات سے زیادہ ہو تو اس صورت میں راوی کو ضعیف قرار دیا جائے گا۔

ضعف الجرح علی الراوی: اگر کسی راوی کے بارے میں جرح کی روایت ضعیف ہو تو اس صورت میں راوی کو ضعیف قرار نہیں دیا جائے گا۔

قوۃ السند: اگر کسی راوی کی روایت کی سند مضبوط ہو تو اس صورت میں راوی کی عدالت یا ثقاہت کا فیصلہ اس راوی کی روایت کے مطابق کیا جائے گا۔

قبول الراوی: اگر کسی راوی کی روایت کو اہل علم نے قبول کیا ہو تو اس صورت میں راوی کو ضعیف قرار نہیں دیا جائے گا۔

جرح و تعدیل میں امام ذہبی کے منہج کی وضاحت:

امام ذہبی کے اصول و ضوابط جرح و تعدیل ایک اہم علمی دستاویز ہیں جو جرح و تعدیل کے علم کے لیے بنیاد ہیں۔ ان اصول و ضوابط کو استعمال کرتے ہوئے کسی راوی کی عدالت یا ثقاہت کا درست فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

امام ذھبی راوی کے خطاء کے متعلق لکھتے ہیں: کہ جس راوی کی غلطیاں زیادہ ہو اس کو صادق قرار نہیں دیا جاسکتا اور جس کی غلطیاں کم ہو اس کو متروک قرار نہیں دیا جاسکتا اگر راوی میں ثقاہت کے صفات زیادہ ہو اور اس کی مرویات بھی

زیادہ ہو لیکن غلطیاں کم ہو تو وہ صادق اور ثقاہت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہے جیسے امام مالک، سفیان ثوری اور شعبہ وغیرہ اور پھر اس کے بعد مرویات کی قلت اور خطاء کی کثرت کے اعتبار سے مراتب ہونگے۔ پھر اگر راوی اکثر مرویات کو ضبط کر چکا ہو اور بعض میں غلطی کر رہا ہوں تو وہ ثقہ کی صفت سے صادق کی صفت کو نزول کریگا۔ اور اگر خطاء اور صواب برابر ہو یا جانب خطاء راجح ہو تو اس کو سئی الحفظ، لیس بقوی، ضعیف اور لایحتج بہ جیسے عبارات سے مزین کیا جائے گا حتی کہ اس کی حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

امام ذہبیؒ راوی کی اعتقاد اور دین کو عدالت، ثقاہت اور مردودیت کے لئے انتہائی اہم مانتے ہیں اس لئے راوی کی دو طریقوں سے دین اور اعتقاد میں تنبیہ کرتے ہیں۔[19]

۱- ان لوگوں کو قابل اعتماد قرار دیتے ہیں جن کی ہم عصران کی حال اور صحیح العقیدہ ہونے پر تصریح کرے۔

۲- وہ لوگ جن کی تصنیفات پر اعتماد کیا جائے۔

اور جرح میں وہ ان کے اعتقاد کا تذکرہ کرتے ہیں جیسے ابو بکر احمد بن علی حنفی رازی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ معتزلی ہے۔[20]

امام ذہبی کے ہاں مجہول راوی اس کو کہا جاتا ہے جس کی ذات یا صفت معلوم نہ ہو۔

اسباب جہالت: ۱-راوی کسی دور افتادہ علاقے سے ہو، ۲-ایک ایسے وقت میں رہتا ہو جس میں حدیث کی روایت عام نہیں تھی۔ ۳-راوی ایک معمولی شخصیت ہو جس نے بہت زیادہ توجہ حاصل نہ کی ہو۔

حکم: امام ذہبی کا کہنا ہے کہ مطلق جہالت کسی راوی کی احادیث کو لازمی طور پر باطل نہیں کرتی۔ وہ ایسی متعدد مثالیں پیش کرتے ہیں جن میں راویوں کو نامعلوم سمجھا جاتا تھا لیکن ان کی احادیث کو پھر بھی علمانے قبول کیا۔

شرائط قبولیت:

امام ذہبی ایسی کئی شرائط بیان کرتے ہیں جن کے تحت نامعلوم راویوں کی احادیث کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ یہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱- اس کا نسب محترم اور علمی خاندان سے ہو۔

۲- اس نے متعدد قابل اعتماد راویوں سے احادیث روایت کی ہوں۔

۳- اس کی احادیث، دیگر قابل اعتماد راویوں کی احادیث کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوں۔

۴- اس کی روایت منکر نہ ہو۔

امام ذہبی کا نظریہ ہے اگر یہ شرائط پوری ہوں تو مطلقاً جہالت کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح راوی کی جہالت دور کرنے کے اور اسباب بھی ذکر کرتے ہیں۔

۱- اگر راوی کبار تابعین یا وسطیٰ تابعین میں سے ہو اور اس کی روایت منکر نہ ہو تو اس کی روایت قابل قبول ہے۔

۲- اگر وہ صغار تابعین میں سے ہو تو ان کی روایت میں احتیاط کرنی چاہیے۔ یہ احتیاط راوی کی جلالت اور اس کی تحقیق کے لحاظ سے مختلف ہو گی۔

۳- اگر وہ تابعین کے بعد کے لوگوں میں سے ہوں تو ان کی روایت زیادہ کمزور ہو گی، خاص طور پر اگر وہ روایت میں تنہا ہوں۔[21]

۴- اگر راوی سے کوئی امام روایت نقل کرتا ہے تو اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے اور اس کی توثیق بھی ہو جاتی ہے۔

۵- اگر ایک امام کسی راوی کو ثقہ قرار دے تو اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔

امام ذہبی نے اس نقطہ نظر کی حمایت کے لیے چار مثالیں پیش کی ہیں:

الاسقع بن الأسلع کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔[22]

ایمن حبشی مکی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابو زرعۃ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔

عبد الملک بن یسار ہلالی مدنی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابو داود اور نسائی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔[23]

عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم قرشی مدنی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ نسائی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔[24]

۶- اگر ایک راوی کسی دوسرے راوی کو ثقہ قرار دے تو اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔

امام ذہبی نے اس نقطہ نظر کی حمایت کے لیے چار مثالیں پیش کی ہیں:

عمرو بن وہب ثقفی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن سیرین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اس لیے اس کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔[25]

عیسی بن مغیرۃ بن ضحاک حزامی قرشی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ اس سے صرف اس کا ابن عم، ابراہیم بن منذر حزامی نے روایت کی ہے، اور ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے[26]۔

قرفۃ بن بھیس عدوی ابو دھماء بصری کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اور انہوں نے دیکھا ہے کہ اس سے صرف حمید بن ہلال نے روایت کی ہے۔[27]

نوح بن المختار کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ وہ مجہول ہے، لیکن اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ یہ جرح نہیں ہے، کیونکہ یحییٰ بن معین نے اسے پہچانا اور ثقہ قرار دیا ہے۔[28]

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ اگر ایک راوی کسی دوسرے راوی کو ثقہ قرار دے تو اس کی توثیق دوسرے راوی کی جہالت کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔[29]

مطلب اول: جس راوی میں جرح نہ ہو اور اس سے کئی راویوں نے روایت کی ہو، تو اس کی روایت حسن ہے۔

اس کی وضاحت دو مسائل میں ہے:

مسئلہ اول: جس راوی کے بارے میں حافظ ذہبی نے ایسا لفظ استعمال کیا ہو جو اس کے پاس کم ترین مرتبہ توثیق کی طرف اشارہ کرتا ہو۔[30]

مثالیں: شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے ترجمہ میں، حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس میں کوئی برائی نہیں جانتا، اور ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اس سے اور اس کے دو بیٹوں، عمر اور عمرو، ثابت البنانی، عثمان بن حکی، اور عطاء الخراسانی نے روایت کی ہے۔[31]

میزان الاعتدال میں، حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ شعیب کے والد میں کوئی عیب نہیں ہے، لیکن میں نے کسی کو بھی اس کی توثیق کرتے نہیں دیکھا۔ صرف ابن حبان نے تاریخ الثقات میں اس کا ذکر کیا ہے[32]۔

حافظ ذہبی نے راوی کی عدالت کے بارے میں تین قرائن پیش کیے ہیں:

۱- راوی پر کسی کا جرح موجود نہ ہو۔

۲- اس کی روایت مستقیم ہو۔

۳- اس کی روایت دوسرے ثقہ راویوں کی روایت سے مطابقت رکھتی ہے۔

حافظ ذہبی نے ان راویوں کو "صالح الحدیث" قرار دینے کے لیے دو بنیادی قرائن بیان کئے ہیں۔[33]

پہلا قرینہ یہ ہے کہ ان کے بارے میں ان کے معاصرین نے نہ تو توثیق کی ہو اور نہ ہی تضعیف کی ہو۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ ان سے کئی راویوں نے روایت کی ہو، اور ان کی روایت میں کوئی خاص خرابی نہ ہو۔

۱- راوی پر کسی کا جرح موجود نہ ہو۔

امام ذھبی اس کے لئے تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱- سعد بن صلت بن برد بن اسلم البجلی (۱۹۶ھ) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس نے محمد بن عبد اللہ الأنصاری، یحیٰی بن عبد الحمید الحمانی، ابو بکر بن أبي شيبة اور اس کی سب سے بڑی اولاد، اسحاق بن إبراهيم بن شاذان سے روایت کی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں: وہ صالح الحدیث ہے، اور میں نے کسی بھی راوی میں اس کی جرح نہیں دیکھی۔[34]

۲- حاثرة بن أشرس بن عون بن مُشجر العدوی البصری (۲۰۲ھ) کے متعلق لکھتے ہیں کہ المحدّث الصدوق ہے۔ پھر وہ فرماتے ہیں: ابوزرعة، ابو حاتم، عبد اللہ بن احمد، الفریابی، ابو یعلی، الحسن بن سفیان، اور دیگر نے اس سے روایت کی۔ میں اس میں کوئی برائی نہیں جانتا۔[35]

۳- حسن بن عبد الأعلی بن إبراہیم بن عبید اللہ الیمنی البوسی (۲۸۶ھ) ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اس سے روایت کی ہے، اور احمد شعیب الأنطاکی، ابو جعفر، اور دیگر نے بھی روایت کی ہے۔ میں اس میں کوئی برائی نہیں جانتا۔[36]

۲- اس کی روایت مستقیم ہو۔

۳- اس کی روایت دوسرے ثقہ راویوں کی روایت سے مطابقت رکھتی ہو۔

امام ذھبیؒ کا نظریہ ہے کہ اگر کسی حدیث کے اندر کوئی ایسی بات ہو جو غیر فطری یا غیر معمولی ہو، تو اس میں "موضوع" ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

حافظ ذہبی نے اس حدیث کو "لا یحتمل" قرار دیا ہے، یعنی یہ حدیث قابل قبول نہیں ہے۔

انہوں نے اس حدیث کو قابل قبول نہ ہونے کی دو وجوہات بیان کی ہیں:

۱- اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی عبید، مجہول ہے۔

۲- یہ حدیث غیر فطری ہے، کیونکہ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو نماز میں سہو کی معافی دے دیں گے۔

حافظ ذہبی نے اس حدیث کو "منکر جداً" قرار دیا ہے، یعنی یہ حدیث بہت ہی منکر ہے۔

انہوں نے اس حدیث کو منکر قرار دینے کی دو وجوہات بیان کی ہیں:

۱- اس حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی عیسی بن موسی مجہول ہے۔

۲- یہ حدیث غیر فطری ہے، کیونکہ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی یتیم کے آنسوؤں کو محسوس کرتے ہوں گے۔

ایک اور نکتہ یہ ہے کہ اگر کسی حدیث کے اندر کوئی ایسی بات ہو جو غیر فطری یا غیر معمولی ہو، تو اس کے منکر ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔

- امام ذہبی کی رائے ہے کہ ایک راوی کی روایت اس کی توثیق کے لیے کافی نہیں ہے۔ راوی کی توثیق کے لیے اس کی عدالت، جلالت، اور دیگر راویوں سے روایت کرنے کی صلاحیت کا جائزہ لینا ضروری ہے۔
- امام ذہبی اس نقطہ نظر پر ابن حبان کے منہج پر تنقید کرتے ہیں کہ وہ اپنی کتاب "الثقات" میں صرف ایک راوی کی روایت پر اعتماد کرتے ہیں۔
- امام ذہبی نے ابن حبان کے منہج پر تنقید کے لیے تین مثالیں پیش کی ہیں:

- زید بن ایمن کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے ان سے روایت نقل کی ہے، لیکن ان کے بارے میں کوئی اور معلومات فراہم نہیں کی۔
- سراج بن مجاعۃ الحنفی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے ان سے روایت نقل کی ہے، لیکن ان کے بارے میں کوئی اور معلومات فراہم نہیں کی۔

- عمارہ بن حدید الغامدی کے ترجمہ میں، امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے ان سے روایت نقل کی ہے، لیکن ان کے بارے میں کوئی اور معلومات فراہم نہیں کی۔

حافظ ذہبی نے اپنی کتابوں میں اس عقیدے پر عمل کیا ہے۔ وہ ایسے راویوں کو صحیح حدیث کا راوی قرار دیتے ہیں جو مشہور ہوں، اور جن کی روایت میں کوئی جرح نہ ہو۔

- حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "میزان الاعتدال" میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ "جمہور علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ جو راوی مشہور شیخ ہو، اور اس سے کئی راویوں نے روایت کی ہو، اور اس کی روایت میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس پر اعتراض ہو، تو اس کی روایت صحیح ہے۔"[37]

حافظ ذہبی کے منہج کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- وہ راوی کی جرح یا توثیق کے بارے میں صرف یقینی بات کہتے ہیں۔
- وہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو راوی کی عدالت اور روایت کی صحت کے بارے میں اشارے دیتے ہیں۔
- وہ ایسے راویوں کو ثقہ قرار دیتے ہیں جن کی جرح نہیں ہوئی ہو، اور جن کے بارے میں جہالت بھی نہ ہو۔
- وہ ایسے راویوں کو حسن الحدیث یا صالح الحدیث قرار دیتے ہیں جن کی روایت میں کوئی خاص خرابی نہ ہو۔
- یہ منہج علم حدیث کے قواعد کے مطابق ہے، اور اس سے راویوں کی عدالت اور روایت کی صحت کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔
- انہوں نے اس کے بعد ان الفاظ کے مراتب کے بارے میں واضح کیا کہ: "بعض لوگوں کے بارے میں یہ کہا گیا ہے: فلاں ثقہ ہے، فلاں صدوق ہے، فلاں لا بأس بہ ہے، فلاں لیس بہ بأس ہے، فلاں محلہ الصدق ہے، فلاں مستور ہے، فلاں شعبہ سے روایت کرتا ہے، یا مالک یا یحیی سے روایت کرتا ہے، اور اس طرح کے دوسرے الفاظ جیسے فلاں حسن الحدیث ہے، فلاں صالح الحدیث ہے، فلاں صدوق ہے - إن شاء اللہ۔"[38]
- انہوں نے کہا کہ "یہ تمام الفاظ اچھے ہیں، اور راوی کی حالت کے لیے کمزور کرنے والے نہیں ہیں۔ جی ہاں، نہ ہی یہ روایت کو مکمل صحت کے متفقہ درجے تک بڑھاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے بارے میں اعتراض اور قبولیت کے درمیان اختلاف ہے۔"[39]
- حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں کئی ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ وہ "صالح الحدیث" ہیں۔ ان میں سے کچھ مثالیں یہ ہیں:
- داود بن عیسی نخعی کوفی (متوفی ۱۵۰ھ):

حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ داود بن عیسی کے بارے میں ان کے معاصرین نے نہ تو توثیق کی ہے اور نہ ہی تضعیف کی ہے۔ اس لیے وہ "صالح الحدیث" ہیں۔

- عباد بن زیاد أبي طرفة اللخمی (متوفی ۱۷۰ھ):

حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ عباد بن زیاد کے بارے میں ان کے معاصرین نے کوئی جرح نہیں کی ہے۔ اس لیے وہ "صالح الحدیث" ہیں۔

- عیسی بن حنیفة أبي عمرو الکندی (متوفی ۱۸۱ھ):

حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ عیسی بن حنیفة کے بارے میں ابو حاتم نے توثیق کی ہے، لیکن اس نے کوئی جرح نہیں کی ہے۔ اس لیے وہ "صالح الحدیث" ہیں۔

- الہیثم بن مروان العنسی (متوفی ۲۰۰ھ):

حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ الہیثم بن مروان کے بارے میں ان کے معاصرین نے کوئی جرح نہیں کی ہے۔ اس لیے وہ "صالح الحدیث" ہیں۔

- بشر بن عبد الوہاب الدمشقی (متوفی ۲۶۰ھ):

حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ بشر بن عبد الوہاب کے بارے میں کسی نے بھی تضعیف نہیں کی ہے۔ اس لیے وہ "حسن الحدیث" ہیں۔[40]

امام ذہبی کے متعلق معاصر علمی شخصیات کی رائے:

امام ذہبی علم کا خزانہ تھے اور ان کی شخصیت اور ان کی تالیفات سے کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بشار عواد نے ان کے حوالے سے لکھا ہے کہ: "جن مؤرخین نے امام ذہبی کی سیرت کو قلمبند کیا انہوں نے آپ کی تالیفات کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ بھی کیا۔"

انہوں نے اپنی تالیف الامام ذهبیؒ و منهجه في کتابه تاریخ الاسلام اور سیر أعلام النبلاء کے تقدیم میں ان مؤرخین کی تعداد دو سو پندرہ بتائی ہے۔[41]

امام ذہبی حدیث کے علوم میں جرح و تعدیل کے میدان میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں، انہوں نے احادیث کی سند اور متن دونوں کے حوالے سے ان کی تنقید کی ہے، یہی ان کی تمام تصانیف کا طرز عمل تھا، چاہے وہ تصانیف تراجم پر مشتمل ہوں یا تاریخ یا دیگر موضوعات پر۔ امام ذہبی کی علم جرح و تعدیل میں خدمات کو اہل علم نے بہت سراہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے شاگرد، عالم اور مورخ صلاح الدین الصفدی نے ان کے بارے میں کہا :

> "مجھے ان کی یہ بات بہت پسند تھی کہ وہ اپنی تصانیف میں کسی حدیث کو ذکر کرنے سے نہیں گزرتے تھے بغیر اس کے کہ وہ اس میں متن کی کمزوری، سند میں ابہام یا راویوں کی کسی عیب کی وضاحت کریں۔ اور میں نے کسی اور کو اس فائدہ پر توجہ نہیں دیکھی جو وہ ذکر کرتے ہیں۔"

امام ذہبی کی تنقید کی ایک مثال یہ ہے کہ انہوں نے امام دار قطنی کی تنقید کی ہے، جو اس میدان کے ایک معتبر ترین ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ امام ذہبی نے دار قطنی کی اس بات پر تنقید کی کہ انہوں نے ایک حدیث کا ذکر نہیں کیا جو ایک ناقابل اعتماد

راوی سے روایت کی گئی تھی۔ حدیث کے علم کے حصول میں مہارت حاصل کی اور ایک بار جب علم الدین برزالی جو کہ آپ کے استاذ بھی ہیں، نے ان کے ایک خط کو پڑھا تو ان سے کہا:

"خطك يشبه خط المحدثين" ترجمہ: یعنی تمہارا خط تو بلکل محدثین جیسا ہے۔

اس بات نے ان کا شوقِ حدیث مزید بڑھایا اور حدیث کے علم میں اتنی مہارت حاصل کی [42] کہ ابن حجر نے دعا کی کہ اللہ ذہبی کا رتبہ دے دے۔ [43]

ابن حجر نے فرمایا کہ: "آپ نے فن حدیث میں بڑی مہارت حاصل کی اور بہت سی مفید کتب تحریر کیں یہاں تک کہ آپ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے صاحب تصنیف بن گئے۔ [44]

مزید کہتے ہیں:

"لوگ، آپ کی کتابوں کی طرف مائل ہوئے، ان کیلئے آپ تک سفر کیا، اور ان کو پڑھنے، سننے، اور نسخ کرنے کیلئے، ہاتھوں ہاتھ لیا۔"[45]

ان کی خدمتِ حدیث کی تعریف کرتے ہوئے سبکی فرماتے ہیں کہ:

"آپ برابر اس فن کی خدمت میں لگے رہے، یہاں تک کہ آپکے قدم اس میں جم گئے، شب و روز مشقت کی لیکن آپ کے زبان و قلم کبھی نہیں تھکے اور آپکی شخصیت ضرب المثل ہوگئی۔"[46]

علامہ ابن حجر عسقلانی نے انہیں "صاحب تذکرۃ الحفاظ" اور "صاحب المیزان" کے نام سے یاد کیا ہے۔ علامہ سیوطی نے انہیں "شیخ الاِسلام" اور "امام الحدیث" کا خطاب دیا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

"انہوں نے تاریخ اسلام کو اسطرح جمع کیا کہ اپنے متقدمین پر فوقیت لے گئے، خصوصا محدثین کے حالات ذکر کرنے میں"[47]

امام شوکانی فرماتے ہیں کہ:

"الناس فی التاریخ من أهل عصره فمن بعدهم عيال عليه ، لم يجمع أحد فی هذا الفن كجمعه ولاحرره كتحريره-"[48]

ترجمہ: آپ کے زمانہ سے آج تک فن تاریخ میں لوگ آپ کے محتاج ہیں، اس طرح اس فن میں کسی دوسرے نے جمع و تالیف نہیں کیا ہے۔

مزید کہتے ہیں:

"جميع مصنفاته مقبولة مرغوب فيها، رحل الناس لأجلها" [49]

ترجمہ: آپ کی ساری تالیفات مقبول اور پسندیدہ ہیں، ان کیلئے لوگوں نے سفر کیا۔

آپ کے شاگرد علامہ سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) وہ فرماتے ہیں کہ:

"إنه شيخ الجرح والتعديل و رجل الرجال في كل سبيل آپ شیخ جرح و تعدیل"[50]

ترجمہ: آپ جرح وتعدیل کے استاذ ہیں اور ہر میدان کے مرد میدان ہیں۔

علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

"آپ شیخ المحدثین، مورخ اسلام ہیں شیوخ حدیث اور حفظ حدیث آپ پر ختم ہے۔"[51]

صلاح الدین صفدی (متوفی ۷۶۴ھ) فرماتے ہیں کہ:

"فن حدیث اور رجال میں بڑی پختگی، علل حدیث اور معرفت حدیث پر گہری نظر تھی، یقیناً آپ کیلئے ذہبی "سوناوالے" کی نسبت بہت موزوں ہے۔"[52]

ابن ناصر (متوفی ۸۴۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

"آپ نقد رجال میں اللہ کی نشانی اور جرح و تعدیل میں مرجع خلائق تھے۔"[53]

بدر نابلسی نے فرمایا کہ:

"رجال اور انکے احوال کی معرفت میں آپ علامہ زمانہ تھے۔"[54]

امام سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

"هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال"[55]

ترجمہ: نقد رجال میں آپ مکمل صاحب جستجو ہیں۔

امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

"فن رجال اور فنون حدیث کی معرفت میں اس دور کے علماء و محدثین چار افراد کے محتاج ہیں: مزی، ذہبی، عراقی، ابن حجر۔"[56]

آپکے شاگرد علامہ حسینی فرماتے ہیں کہ:

"حمل عنه الكتاب والسنة خلائق "آپ سے کتاب وسنت کا علم ایک خلقت نے حاصل کیا ہے۔"[57]

قاضی ابن شہبتہ فرماتے ہیں کہ:

"بڑے بڑے حفاظ نے آپ کے یہاں سے فراغت حاصل کی علامہ سبکی، برزالی، علائی، ابن کثیر، ابن رافع، ابن رجب اور آپ کے مشائخ اور ہم عصروں میں سے ایک مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا۔"[58]

نتائج البحث:

علم حدیث کی حفاظت، جمع و تدوین اور حدیث کی تحقیق و جانچ کے حوالے سے اسلاف امت نے جو گراں قدر خدمات سرانجام دین اور اصول جرح و تعدیل کو مد نظر رکھتے ہوئے پورے ذخیرۂ احادیث کو جس چھلنی سے گزارا اس سارے عمل کے نتیجے میں علم اسماء الرجال کا ایک مستقل فن معرض وجود میں آیا علم اسماء الرجال اور علم جرح و تعدیل میں امام ذہبیؒ کی تصنیفات اور قائم کردہ اصول وضوابط تاقیامت پوری امت مسلمہ کے علمائے ذیشان کے لیے نشان منزل کا کام دیتے رہیں گے۔ امام ذہبیؒ عظیم حافظ، رجال الحدیث کے اصول وضوابط سے باخبر، راویوں کے تراجم کے عالم اور جدید و قدیم علوم کا

حسین مرقع ہونے کے ساتھ ساتھ آزاد فطرت محدث اور انتہائی محتاط محقق تھے۔ امام ذہبیؒ نقد و جرح کرتے وقت انتہائی بے باکی اور جرأت و دلیری کا مظاہرہ فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس اور پاکیزہ ہستیوں کو تنقید سے بالا سمجھتے ہیں اور باقی رواۃ حدیث کے تراجم میں ان پر بے لاگ تبصرہ فرماتے ہیں اور کسی قسم کی مداہنت کا مظاہرہ نہیں فرماتے۔ جرح و تعدیل کے بطل جلیل امام ذہبیؒ کا منہج تنقید مختلف رنگوں اور مختلف خوشبوؤں کے پھولوں سے آراستہ ایک گلدستہ ہے رواۃ ورجال حدیث کے علاوہ امام ذہبیؒ نے سلاطین، امراء، شعراء، ادیبوں اور دیگر طبقات پر بھی تنقید کی اور ہر طبقہ فکر کی جانچ پرکھ کے لیے الگ الگ معیار مقرر فرمائے۔ انہوں نے اصول و فنون حدیث میں جدت طرازی کے اصولوں کو اپناتے ہوئے اصول نقد و جرح و تعدیل میں تنوع و انفرادیت کی طرح ڈالی اور آپ کے بے مثال تحقیقی کام نے آپ کو گلستان محدثین کا سرسبد بنادیا اور چہار دانگ عالم میں آپ کی شہرت ہوئی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] سورة الحجرات، ٤٩:٦

Surah Al-Hujurat, 49:6

[2] ابن منظور الافريقي، جمال الدين محمد بن مكرم، لسان العرب (بيروت: دارصادر)، 422:2

Ibn Man al-Afriqi, Jamal ud Din Muhammad bin Mukarram, *Lisān ul-Arab*, (Beirut: Dar-e-Sadir), 2:422.

[3] ابن الاثير، المبارك بن محمد الجزري، جامع الاصول (بيروت: دارالكتب العلمية، 1389هـ)، 126:1

Ibn al-Aseer, Almubarik bin Muhammad al-Jazri, Jamay al-Usul, (Beirut: Dar-ul-Kutb al-ilmiyah, 1389A.H), 1:126.

[4] ايضاً، 38:9

Ibid., 9:38.

[5] ابن حزم، علي بن احمد بن سعيد بن حزم الاندلسي، الإحكام في أصول الأحكام، (بيروت: دارالآفاق الجديدة، 1403هـ)، 145:1

Ibn Hizm, Ali bin Ahmed bin Saeed bn Hizm al-Andulusi, *Al-Ahkām fi Usūl al-Ahkām*, (Beirut: Dar-ul-Afaq al-Jadeeda, 1403A.H), 1:145.

[6] الخطيب البغدادي، ابوبكر احمد بن ثابت بن علي، الكفاية في علم الرواية، (بيروت:دار احياء التراث العربي، 1423هـ)، 38

Al-Khateeb al-Baghdadi, Abu Bakr Ahmed bin Thābit bin Ali, (Beirut: Dar Ahya al-Turath al-Arabi, 1423A.H), 38.

[7] حاجي خليفه، مصطفي بن عبد الله كاتب جلبي، كشف الظنون (بيروت: دار احياء التراث العربي)،582:1
Haji Khalifa, Mustafa bin Abdullah Katib Jalbi, *Kashuf-ul-Zunoon*, (Beirut: Dar Ahya al-Turath al-Arabi), 1:582.

[8] سورة الحجر١٥: ٩
Surah al-Hijr, 15:9

[9] محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري،معرفة علوم الحديث،(بيروت: دارابن حزم، 1424هـ)، 6
Muhammad bin Abdullah al-Nisaburi, *Ma'arfat Uloom-al-Hadith* (Beirut: Dar Ibn Hizm, 1424A.H), 6

[10] عمر رضا كحاله، معجم المؤلفين، (بيروت: مكتبة مثنىٰ، 1376 هـ-1957ء)، 279:8
Umer Raza Kahala, *Mu'ajam al-Mua'lfeen* (Beirut: Maktabah Muthna, 1376A.H/ 1957), 8:279.

[11] محمد بن احمد بن عثمان ذهبي، معجم الشيوخ، (الطائف: مكتبه الصديق، 1408هـ - 1988ء)، 21:1
Muhammad bin Ahmed bin Uthman Dhahabī, Mu'ajam al-Shyukh, (Al-Taif: Maktabah al-Saddique, 1408A.H/1988), 1:21

[12] ابوالفدأ، اسماعيل بن عمر بن كثير القرشي، البداية والنهاية (بيروت: دار هجر، 2003م)،500:18
Abu al-Fida, Ismail bin Umer bn Kathir al-Qarshi, *Al-Badayah wa Nahayah*, (Beirut: Dar Hijr, 2003), 18:500.

[13] ابن حجر عسقلانى، لسان الميزان، (بيروت: دار الفكر، 2004)، 79-80:2
Ibn Hijr Asqalani, *Lisān ul-Meezan*, (Beirut: Dar-ul-Fikar, 2004), 2:79-80

[14] محمد ابراہیم بن بشیر الحسنوی، جرح وتعدیل، 68
Muhammad Ibrahim bin Bashir al-Hasnavi, *Jarah wa Tadeel*, 68

[15] الذهبي: مقدمة ميزان الاعتدال، 113:1 بحواله سہیل حسن، علم جرح وتعدیل، (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، 2014ء)، 436-437
Adh-Dhahabī: *Muqadmah Meezan ul-Aitdaal*, 1:113, Bahawalah Suhail Hassan, *Ilm Jarah wa Ta'deel*, (Islamabad: International Islamic University, 2014), 236-237.

[16] ايضاً
Ibid.

[17] سہیل حسن، علم جرح وتعدیل، 436-437
Suhail Hassan, *Ilm Jarah wa Ta'deel*, 436-437

[18] ابو عبدالرحمن محمد الثانی،ضوابط الجرح والتعدیل عندالحافظ ذہبی،(مدینہ منورہ: 2000ء)، 26:1
Abu Abdul Rehman Muhammad al-Thani, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel ind-ul-Hafiz Dhahabī* (Madinah Munawarrah, 2000) 1:26

19 ماخوذ از ضوابط الجرح والتعدیل عند الذھبی، 136
Makhoz az *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel ind-ul- Dhahabī,* 136

20 امام ذھبی،سیراعلام النبلاء،569:15
Imam Dhahabī, *Sair-ul-A'laam al-Nubla*, 15:569

21 ابو عبدالرحمن،ضوابط الجرح والتعدیل،210:1
Abu Abdul Rehman, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel*, 1:210.

22 امام ذھبی،میزان الاعتدال، 208:1
Imam Dhahabī, *Meezan ul-Aitdaal*, 1:208

23 أیضاً،668:2
Ibid., 1:668

24 امام ذھبی،میزان الاعتدال ،220:3
Imam Dhahabī, *Meezan ul-Aitdaal*, 3:220

25 ایضاً،292:3
Ibid., 3:292

26 ایضاً،324:3
Ibid., 3:324

27 ایضاً،292:3
Ibid., 3:292

28 ایضاً،279:4
Ibid., 4:279

29 ابو عبدالرحمن،ضوابط الجرح والتعدیل،211:1
Abu Abdul Rehman, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel*, 1:211.

30 امام ذھبی،میزان الاعتدال، 433:1: امام ذھبی،سیر اعلام النبلاء، 181:5
Imam Dhahabī, *Meezan ul-Aitdaal*, 1:433, Imam Dhahabī, *Sair-ul-A'laam al-Nubla*, 5:181

31 ابو عبدالرحمن،ضوابط الجرح والتعدیل، 212:1
Abu Abdul Rehman, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel*, 1:212

32 امام ذھبی،سیر اعلام النبلاء، 181:5
Imam Dhahabī, *Sair-ul-A'laam al-Nubla*, 5:181

33 ابو عبدالرحمن،ضوابط الجرح والتعدیل، 213:1
Abu Abdul Rehman, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel*, 1:213

34 امام ذھبی،سیر اعلام النبلاء، 668:10
Imam Dhahabī, *Sair-ul-A'laam al-Nubla*, 10:668

35 امام ذہبی،سیر اعلام النبلاء ،318:9

Imam Dhahabī, *Sair-ul-A'laam al-Nubla*, 9:318

36 ایضاً، 351:13

Ibid., 13:351

37 امام ذہبی،میزان الاعتدال، 442:3

Imam Dhahabī, *Meezan ul-Aitdaal*, 3:442

38 ایضاً، 4:1

Ibid., 1:4

39 ابو عبدالرحمن،ضوابط الجرح والتعدیل219:1

Abu Abdul Rehman, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel*, 1:219

40 ابو عبدالرحمن،ضوابط الجرح والتعدیل،220:1

Abu Abdul Rehman, *Zawabit al-Jarah wa Ta'deel*, 1:220

41 اقبال احمدمحمد اسحٰق بسکوہری، ڈاکٹر، جرح و تعدیل، (تھانہ: دار القلم، کوسہ ممبرا، 1423 ھ)، 372

Iqbal Ahmed Muhammad Ishaq Biskohri, Dr., *Jarah wa Ta'deel*, (Thana: Dar-ul-Qalam, Kosa Member 1, 1423A.H), 372

42 الدرر الكامنة، 332:3؛ و سیر أعلام النبلاء، 36:1

Al-*Darrar al-Kaminah*, 3:332, wa *Sair-ul-A'laam al-Nubla,* 1:36

43 مولانا محمد یونس جونپوری کی ہمہ جہت شخصیت علوم و خدمات کے آئینہ میں "، سن اشاعت ندارد، مجموعہ مقالات، 812

Maulana Muhammad Younus Jonpuri ki Hamah jahat Shaksiyat Uloom wa Khidmaat ke Aaina main, Included in *Majmoo'a Maqalat*, 812

44 الدرر الكامنة، 337:3

Al-*Darrar al-Kaminah*, 3:337

45 ایضاً

Ibid.

46 طبقات الشافعیة للسبکي، 126-127:5

Tabqat al-Shafiyah lil Subki, 5:126-127

47 الدرر الكامنة، 337:3

Al-*Darrar al-Kaminah*, 3:333

48 البدر الطالع، 111:2

Al-Badar al-Talay, 2:111

49 ایضاً

Ibid.

50 طبقات الشافعية، 216:5

Tabqat al-Shafiyah, 5:216

51 البداية والنهاية 194:14

Al-Badayah wa Nahayah, 14:194

52 صلاح الدين صفدى، الوافي بالوفيات، (ترکی: وزارتِ اوقاف، ترکی، 1369ھ-1949ء)،2:123

Salah ud Din Safdi, *Al-wafi bil-Wafiyat*, (Turkey: Wazarat-e-Auqaf, 1369A.H- 1949), 2:123

53 ابن ناصر الدين، محمد بن عبد الله (أبي بكر) بن محمد ابن أحمد بن مجاهد القيسي الدمشقي الشافعي، شمس الدين، الرد الوافر، (بيروت: المكتب الإسلامي، 1393ھ)، 31، سير أعلام النبلاء 62:1

Ibn Nasir ud Din, Muhammad bin Abdullah (Abi Bakr) bin Muhammad Ibn Ahmed bin Mujahid al-Qaisi al-Damashqi al-Shafi, Shams ud Din, *Al-Radd al-Wafar,* (Beirut: Al-Maktab al-Islami, 1393A.H), 33; *Sair-ul-A'laam al-Nubla*, 1:62

54 الدار الكامنة، 338:3

Al*-Darrar al-Kaminah*, 3:338

55 الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ، 168

Al-Ilaan bil-Tubaikh lmn Dham al-Tareekh, 168

56 جلال الدين السيوطي ، عبد الرحمن بن أبي بكر، ذيل طبقات الحفاظ للذهبي، (بيروت: دار الكتب العلمية، 1419ھ- 1998ء)، 348

Jalal ud Din al-Sayuti, Abdul Rehman bin Abi Bakr, *Dhayl Tabqat al-Haffaz lil Dhahabī,* (Beirut: Dar-ul-Kutb al-Ilmiyah, 1419A.H/1998), 348.

57 ذيل تذكرة الحفاظ، 36

Dhayl Tabqat al-Haffaz, 36

58 سير أعلام النبلاء، 69:1

Sair-ul-A'laam al-Nubla, 1:69